پروفیسر بشیر احمد ایم اے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

فقہ کے چار ائمہ میں سے ایک امام مقتدر مالک بن انسؒ ہیں۔ علامہ ذہبیؒ اپنی تصنیف تجرید الصحابہ میں لکھتے ہیں کہ:

"امام مالکؒ کے مورث اعلیٰ ابی عامر تھے"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اصابہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ابو عامرؓ ایسے صحابی تھے جو بدر کی جنگ کے علاوہ تمام غزوات میں لڑتے رہے"

مالکی فقہ کے مشہور عالم محمد بن ابراہیم خلیل کی شرح مختصر میں ہے کہ:

"آپ نے بڑی پامردی اور جانبازی سے لڑائیاں لڑیں اور اپنی تمام زندگی عملی جہاد میں صرف کر دی"

سمعانی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت ۹۴ھ میں ہوئی۔ یحییٰ بن بکیر کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب نے سن ولادت ۹۵ھ بتایا ہے اور یہی سن درست ہے۔ اس کا ثبوت دیگر قرائن سے بھی ملتا ہے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر منزلیں کاٹیں گے اور مدینہ

کے عالم سے بلند کسی کو نہ پائیں گے، آپ کے متعلق ہی تھی۔"

امام مالکؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے وقت کے جید علماء سے حاصل کی بحصول تعلیم کے دوران یہ حال تھا کہ آپ کو فاقوں پر فاقے برداشت کرنے پڑتے۔ آپ کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا کہ کتابیں خرید سکیں۔ آپ نے علم کی پیاس بجھانے کے لیے اپنے گھر کی چھت کو گرا کر تمام شہتریں اور لکڑیاں فروخت کر دیں اور ان روپوں سے کتابیں خریدیں۔ آپ ایک عالم اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار بھی تھے۔ آپ کے علم و فضل کا چرچا دور دور تک ہونے لگا اور خلقِ خدا جوق در جوق آپ کے دولت خانے پر آنے لگی۔ آپ نے خلقِ خدا کی ہر طرح رہنمائی فرمائی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر ماشاء اللہ لکھ کر لگا دیا۔ جب شاگردوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ:

"میں نے ابتداء میں اپنے گھر کی شہتریں اور لکڑیاں بیچ ڈالی تھیں اور اب خدا کے فضل سے یہ مقام حاصل ہوا ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ آج میرا گھر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے "تو اپنی جنت میں ماشاء اللہ کہتا ہوا داخل ہوگا" اس لیے چاہتا ہوں کہ جب اپنے گھر میں داخل ہوں تو میری زبان پر بھی ماشاء اللہ جاری ہو۔"

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے امام مالکؒ کے درِ دولت پر خراسان کے گھوڑے اور مصر کی خچریں دیکھیں۔ میں نے کہا یہ کیسی اچھی ہیں، میری پسندیدگی کا اندازہ فرماتے ہوئے آپ نے وہ تمام خچریں اور گھوڑے مجھے عنایت فرما دیے تو میں نے کہا کہ:

"آپ اپنی سواری کے لیے ایک خچر ضرور رکھ لیں، مبادا آپ کو ضرورت پڑے۔ یہ بات سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا"۔ فرمانے لگے:

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں مدینہ میں رہ کر سواری کروں۔ اس جگہ تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور میں اس جگہ سواری کرنا سوءِ ادب سمجھتا ہوں۔"

عشقِ رسولؐ کے علاوہ آپ کو صحابہ کرام سے بھی گہری عقیدت تھی۔ آپ مسجد نبوی

کے اس گوشے میں تشریف فرما ہوتے جہاں سیدنا عمر فاروق بیٹھا کرتے تھے۔"

علم اور تقویٰ

ابن ابی ذائبؒ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے امام مالکؒ سے اکثر سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے جو بات ایک دفعہ یاد کر لی وہ کبھی نہ بھولا۔"

امام احمد بن حنبلؒ کا کہنا ہے کہ:۔

"امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں کبھی بھی بے وقوفوں کی محفل میں نہیں بیٹھا۔"

یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو کسی کو میسر آنا مشکل ہے۔ آپ کے مشہور شاگرد ابن وہبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے مدینہ منورہ میں منادی کرا رکھی تھی کہ امام مالک کے علاوہ کوئی شخص بھی فتوے نہ دیا کرے۔ آپ کا کہنا تھا کہ آپ کا فتوے اتنا جامع اور کامل ہوتا تھا کہ اس کے بعد کسی دوسرے فتوے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔"

بعض کتب سیر میں آپ کے مناقب کے ضمن میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے جس سے آپ کے علم و فضل پر روشنی پڑتی ہے:۔

مدینہ منورہ میں ایک معتبر اور پارسا عورت رہتی تھی جب اس کی وفات ہوئی اور غسالہ اسے غسل دینے لگی تو اس نے اس نیک بی بی کی شرمگاہ پہ ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ عورت تو پرلے درجہ کی زانیہ اور فاحشہ تھی۔ غسالہ کا یہ کہنا تھا کہ اس کا ہاتھ وہیں سے چپک کر رہ گیا اور بہت کوشش کے باوجود جدا نہ ہوا۔ اس عورت کے وارث علماء اور فقہاء کے پاس بھاگے لیکن کوئی بھی شخص خاطر خواہ جواب نہ دے سکا۔ آخر وہ امام مالکؒ کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"غسالہ نے ایک نیک عورت پر تہمت لگائی ہے اس لیے غسالہ پر حد قذف عائد کی جائے یعنی اس کو تہمت لگانے کی سزا اسی درے دی جائے۔"

جب غسالہ کو اسّی درے لگائے گئے تو ہاتھ خود الگ ہو گیا۔ اس واقعہ کا بہت دور دور تک چرچا ہوا کیونکہ اس سے آپ کی علمی بصیرت اور فقہی اجتہاد پر قدرت رکھنے کا پتہ چلتا تھا۔

ابن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ :-

" امام مالکؒ کبھی بھی کھڑے کھڑے یا چلتے چلتے حدیث بیان نہ فرماتے تھے بلکہ بیٹھ کر بڑے ادب واحترام سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے۔

ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ابو حازمؒ راہ چلتے ہوئے حدیث سنا رہے ہیں۔ آپ نے ان کو سختی سے منع فرمایا

شیخ ولی الدینؒ صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ :-

" آپ علم اور دین کی تعظیم میں مبالغہ کرنے والے تھے۔ حدیث شریف سے قبل آپ وضو فرماتے۔ داڑھی میں کنگھی کر لیتے، خوشبو لگاتے اور بڑے مؤدب بیٹھ کر کچھ ارشاد فرماتے"

ابن المبارک لکھتے ہیں کہ :-

" میں ایک دن امام موصوف کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپ ایک حدیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک بچھو آیا۔ اس نے آپ کو متواتر دس یا اس سے زیادہ دفعہ ڈسا۔ آپ کا چہرہ مبارک زرد پڑ گیا لیکن اف تک نہ کی اور بدستور حدیث شریف بیان فرماتے رہے۔ آپ نے نہ تو سلسلہ روایت توڑا اور نہ ہی آپ کی زبان مبارک میں لکنت آئی۔ جب مجلس ختم ہوئی تو ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ نے بچھو کو کیوں نہ ہٹایا۔ آپ نے کہا :-

اے ابن المبارکؒ ! یہ میں نے صبر اور شکیبائی ظاہر کرنے کے لیے نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کے باعث جس سے میں مجبور ہوں ایسا کیا ہے اور آپ کے غلبہ محبت کے باعث مجھے ذرہ برابر تکلیف نہ ہوئی"

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں :-

" امام مالکؒ کے سامنے آپ کی ہیبت کے باعث اونچا بولا نہیں جاتا اور سب سائل سرنگوں اور مؤدب ہوتے ہیں۔ آپ صاحب وقار اور اقلیم تقوے کی عزت ہیں۔ باوجودیکہ آپ کے پاس سلطنت ظاہری نہیں لیکن لوگ آپ سے ڈرتے ہیں" (ترجمہ اشعار)

بشر حافیؒ کہتے ہیں کہ :

امام مالک کا مرتبہ ان کی عمر ہی میں اتنا بلند ہو گیا تھا کہ جو شخص " حدثنا مالک " کہتا، عزت و

شرف کے قابل گردانا جاتا۔ امام مالکؒ کا قول ہے :-

لیس العلم بکثرۃ الروایۃ انما ھو نور یضعہ اللہ فی القلب

کثرت روایت علم نہیں۔ علم تو ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں رکھ دیتا ہے۔

یحیی بن خلف طرطوسیؒ فرماتے ہیں کہ :-

"ایک شخص آپ کے پاس آیا اور ایک سوال پوچھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا قرآن مخلوق ہے؟ آپ نے سنا اور ارشاد کیا کہ :-

"اس زندیق کو مار دینا چاہیے۔ اس کے اس مسئلے کی وجہ سے بڑے فتنے برپا ہوں گے۔"

یہ آپ کی بصیرت اور دور نگاہی تھی اور تاریخ شاہد ہے کہ عباسی عہد میں "فتنہ خلقِ قرآن" پر ایسا ہی ہوا اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی۔

ہارون الرشید نے چاہا کہ وہ امام مالکؒ کو اپنی دولتِ ظاہری کی مدد سے مرعوب کرے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ آپ نے ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دیا۔ اس کے لیے صعوبتیں برداشت کیں اور راہِ حق میں وفات پائی۔

ہارون الرشید نے ایک دفعہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی تصنیف مؤطا کو جو مجموعۂ احادیث ہے ایسا درجہ عطا کریں کہ لوگ اس کے عمل پر جمع ہو جائیں ایسے جیسے حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو قرآن پر جمع کیا۔ آپ اس بات کو نہ مانے اور مسلسل انکار کرتے رہے۔ فرماتے تھے کہ :-

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ اس لیے میں ایسا نہیں کر سکتا۔

امام مالکؒ نے ابوجعفر منصور کے سامنے مسئلہ طلاق بیان کیا جو کہ صحیح تھا لیکن ابوجعفر کے بعض مفادات متاثر ہوتے تھے۔ اس نے بہت کوشش کی کہ امام موصوف اس کے حق میں فیصلہ دیں لیکن آپ نے تازیانے کھانے کی سزا برداشت کر لی لیکن کلمۂ حق بیان کرنے میں کوتاہی نہ کی۔ آپ فرماتے رہے کہ :-

"میں حق بیان کروں گا چاہے مجھے مار ڈالو"

ابوجعفر کے مصاحبوں نے آپ کو بہت ایذائیں دلوائیں۔ ظالموں نے آپ کا دستِ مبارک اس زور

سے کھینچا کہ کندھے سے الگ ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہاتھ کھول کر نماز ادا کرتے۔ آپ کو دیکھتے ہوئے شاگردوں نے بھی کھلے ہاتھ نماز پڑھنی شروع کر دی۔ حالانکہ مؤطا میں "ضم الیدین" کی روایت موجود ہے۔ مشہور عالم ابن جوزی نے شذور العقود میں لکھا ہے کہ:۔

"مالک بن انسؒ کو بادشاہِ وقت کی مرضی کے خلاف فتوے دینے پر ستر کوڑے لگائے گئے۔"

تصانیف

امام مالک کی مشہور تصنیف مؤطا ہے جس میں دس ہزار احادیث تھیں جن کو بقول عتیق زبیری چھانٹ کر کم کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ مؤطا کا موجودہ نسخہ یحییٰ مصمردی اندلسی کا ترتیب دیا ہے۔ ابو فصیح اپنی تصنیف خلیہ اور ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ:۔

"ہارون الرشید اور ابو منصور مؤطا پر عمل کرنے کو واجب قرار دینے کا فتوی مانگتے رہے جو آپ نے نہیں دیا۔"

امام مالکؒ کے سوانح، ان کے زہد و تقوے کی حکایات اور ان کے کارنامے الدینوری۔ ابن المسعوؒد الشافعی اور دیگر ائمہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، محمد بن ابراہیمؒ بن دینار، ابو ہاشمؒ عبدالعزیزؒ بن ابی حازم، معنؒ بن عیسیٰ، یحیٰ بن یحییٰ، عبداللہؒ بن مسلمہ۔ عبداللہ بن وہبؒ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ تھے۔ یہ سب لوگ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، احمد بن حنبل وغیرہ کے مشائخ تھے۔ ابنِ حجر عسقلانیؒ کا قول ہے کہ:۔

"امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ سے دوسرے درجے پر ہیں۔"

امام شافعی فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے حالت رؤیا میں دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں اور لوگ آپ کے اردگرد جمع ہیں اور امام مالکؒ آپ کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کھڑے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کستوری رکھی ہوئی ہے۔ آپ اس سے تھوڑا تھوڑا لے کر امام مالکؒ کو دیتے ہیں اور امام مالک اسے لوگوں کو دیتے جاتے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ فَاَوَّلْتُ ذٰلِکَ الْعِلْمَ وَ اِتِّبَاعَ السُّنَّۃِ یعنی کستوری سے مراد علم قرآن اور اتباع سنت ہے اور یہ آپ کے زہد و سلوک کی طرف اشارہ ہے۔"

امام شافعیؒ نے ایک اور جگہ کہا ہے کہ:۔

"اِذَا ذُکِرَ الْعُلَمَاءُ فَمَالِکُ النَّجْمُ کہ جب علماء کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان میں امام مالکؒ ایک روشن ستارے کی طرح درخشاں نظر آتے ہیں۔"

عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ:۔

"سفیان ثوریؒ حدیث میں امام ہیں لیکن سنت میں نہیں اور امام اوزاعیؒ سنت میں امام ہیں حدیث میں نہیں جب کہ امام مالکؒ دونوں میں امام ہیں اور صاحب تقویٰ و عدل ہیں۔"

ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین السراجؒ نے آپ کی شان میں ایک طویل مرثیہ لکھا ہے جس میں آپ کے زہد و تقویٰ، حق پرستی، خوش خلقی، علم دوستی اور حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض گوشے اجاگر کیے ہیں۔

آپ کی تالیفات میں المدونۃ الکبریٰ کو خاص مقام حاصل ہے اور قرآن اور موطا کے بعد اسے ہی سند گردانا جاتا ہے۔ دیگر اہم تالیفات کتاب الاقضیہ، کتاب المناسک، تفسیر غرائب القرآن، کتاب المجالسات عن مالک، تفسیر قرآن اور کتاب المسائل ہیں۔

آپ نے مابعد الطبعیاتی مسائل پر گفتگو فرمانے سے احتراز کیا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے خدا کی عرش نشینی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اسے مجلس سے نکلوا دیا۔ کیونکہ ایسے ادق مسائل فلسفیانہ موشگافیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی صفات الٰہی اور تقدیر جیسے مسائل کی کرید میں نہ پڑتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ:۔

"سنت نوح کا سفینہ ہے جو اس میں بیٹھا بچ گیا اور جو رہ گیا غرق ہو گیا۔"

آپ قبول حدیث میں بہت متشدد تھے آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے کے فقہا پر تنقید کی۔ آپ حجاز میں رائج فقہ کو درست نہیں مانتے تھے۔ آپ کے فقہ پر چلنے والوں کی کثیر تعداد حجاز، افریقہ، اندلس، قطر، عراق وغیرہ میں موجود ہے۔